اَلفَلَاحُ فی القِیَامِ عِندَ فی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ و حَیَّ عَلَی الفَلَاحِ

اقامت میں حَیَّ عَلَی الفَلَاح پر کھڑا ہونا سُنّت ہے



مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیر طریقت، رہبر شریعت

مُفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمہ

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

الفلاح فی القیام عند حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح

(فلاح قیام میں حی علی الصلوۃ و حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے میں ہے۔)

از

شمس المصنفین، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان، خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اقامت کے وقت مقتدی اور امام ہر دونوں بیٹھیں رہیں تاوقتیکہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ وَحَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر اُٹھیں اگرچہ امام مصلی پر نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے اور یہ مسئلہ صدیوں سے متفق چلا آرہا ہے۔ آئمہ اربعہ اہل سنت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کسی کو اختلاف نہیں تھا جیسا امام نووی شارح مسلم نے شرح النوی علی صحیح مسلم [1] میں آئمہ کے اقوال نقل کئے ہیں ان کی اصل عبارت رسالہ ہذا میں ہم نے لکھ دی ہے لیکن جب سے خوارج وابن تیمیہ اور پھر محمد بن عبد الوہاب نجدی اور ان کے پیروکاران نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اسلاف صالحین کی کی پیروی نہ کرو خود قرآن وحدیث کو سمجھو اور سمجھاؤ۔ اس وقت سے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر ہر شخص طبع آزمائی (فن کے جوہر) کرتا پھرتا ہے ورنہ جب احادیث مبارکہ میں مسئلہ ہذا کا استحباب کا وجود موجود ہے اور فقہاء کرام بالخصوص احناف (حنفی) کی عبارات، فتاویٰ اور متون کی تصریحات ہمارے سامنے ہیں تو پھر وہابیوں اور دیوبندیوں کو اس مسئلہ میں اپنی ٹانگ پھنسانے کا کیا معنیٰ؟

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ زید کہتا ہے کہ بوقت امام اور مقتدیوں کو بیٹھے رہنا چاہیے تاوقتیکہ مکب (تکبیر کہنے والا) حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے اس وقت کھڑے ہونا چاہیے اور کہتا ہے شروع میں کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے اور خلافِ سنت ہے۔

بکر کہتا ہے کہ یہ طریقہ بریلویوں کا خود ساختہ ہے لہٰذا اس سے اجتناب بہتر ہے التماس فدویانہ ہے کہ براہ کرم بحوالہ کتب معتبرہ جواب صحیح سے سرفراز فرمائیں کیونکہ اختلاف شدید ہے۔ بینوا وتوجروا

سائل حاجی محمد رمضان فریدی زلفی چک ۱۰۳۔۹۔ایل ساہیوال

حال دارد۔ نوری جامع مسجد مہاجرین کوٹ سمابہ ضلع رحیم یار خان

۵ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ، ۳ نومبر ۱۹۸۱ء یوم الثلاثہ

[1] (شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب متی یقوم الناس للصلاۃ، جلد ۵، صفحہ ۱۰۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

الجواب منه الهداية الصواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

امابعد! جوں جوں قیامت قریب آتی جائے گی دین ضعیف ہوتا جائیگا، جہل بڑھتا جائیگا حق چھپتا جائیگا، باطل اُبھرتا جائیگا۔ جیسا کہ آج ہم اس قسم کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ مسائل جو صدیوں سے متفق علیہ تھے اب ان پر جھگڑے نزاع اُٹھ کھڑے ہیں حق پر پردہ ڈالنے کی بھرپور کوششیں جاری ہیں محض حق کو نیچا دکھانے کے لئے صریح نصوص (قطعی دلائل) سے انکار یا کم از کم چشم پوشی کی جارہی ہے مثلاً اقامت کے وقت کھڑے ہونے کو تمام فقہاء نے مکروہ لکھا جس میں کسی کو اختلاف نہ تھا اور نہ ہے متون شروح وفتاویٰ واحادیث میں تصریحات موجود ہیں لیکن چونکہ اس پر عمل کرنے والے اہل سنت ہیں اس لئے عوام میں تاثر یہ دیا جارہاہے کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ بریلویوں (اہل سنت) کی اختراع (ایجاد) ہے اور بعض متعصب تو یوں کہہ دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کا سابقہ کتب فقہ میں کوئی وجود نہیں۔ فقیر نے اس پر ایک تصنیف لکھی جو عرصہ ہوا مطبوع ہوئی اس سے چند حوالہ جات قلمبند کرکے اس کا نام "الفلاح فی القیام عند حی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح" رکھتا ہوں۔ (وَمَاتَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم)

اقامت (تکبیر) کے وقت سب کو بیٹھا رہنا چاہیے جس وقت تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الصَّلاۃِ وَحَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے اس وقت سب لوگ کھڑے ہوجائیں یہ حکم امام و مقتدی دونوں کے لئے ہے۔ فقہ حنفی میں دونوں روایتیں موجود ہیں بعض کے نزدیک قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃِ پر کھڑے ہونے کا حکم ہے حضرت عبداللہ بن مبارک کا یہی مذہب ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے نمازیوں کو حَیَّ عَلَی الصَّلاۃِ وَحَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر کھڑا ہونا چاہیے۔ ہم کتب احادیث وکتب فقہ کی عبارا تیں پیش کریں گے ہمارے معتمد (قابل اعتماد) فقیہہ حضرت علامہ حکیم امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی فقہ حنفی کی مشہور و معتبر کتاب بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں کہ اقامت کے وقت کوئی شخص آئے تو اسے کھڑے ہوکر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو یونہی جو لوگ موجود ہیں وہ بیٹھے رہیں اُس وقت اُٹھیں جب بکر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے یہی حکم امام کے لئے ہے۔ آج کل اکثر رواج پڑگیا ہے کہ اقامت کے وقت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلی پر کھڑا ہو اُس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنت ہے۔

اعجوبہ: جو لوگ اسی مسئلہ میں اختلاف کی بنیاد پر بریلوی بدعت کے نام سے موسوم کرتے ہیں ان کی جہالت کا بین ثبوت یوں ہے کہ یہ مسئلہ مالابد جیسی متداول کتاب میں بھی ہے جسے مدارس عربیہ اسلامیہ کے مبتدیوں (سیکھنے کی ابتداء کرنے والے) کو پڑھائی جاتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو

طریقِ خواندنِ نماز بروجہ سنت آنست کہ اذان گفتہ شود و اقامت و نزدِ حی علی الصلوٰۃ امام برخیزد۔ (مالابدمنہ)[2]

یعنی نماز ادا کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان کہی جائے اور اقامت اور حَیَّ عَلَی الصَّلاۃ پر امام کھڑا ہو جائے۔

[2] (مالابد منہ فارسی، کتاب الصلاۃ، صفحہ ۳۹، از مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مترجم مفتی کفیل الرحمن نشاط عثمانی (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند)، مکتبہ رحمانیہ، اقراء سینٹر، غزنی روڈ، اُردو بازار، لاہور)

فائدہ: یہ کتاب ان لوگوں کے یہاں بہت زیادہ معتبر ہے جو اس مسئلہ میں خواہ مخواہ مخالفت کرتے ہیں۔

باب اول

احادیث مبارکہ کی تصریحات مع شروح احادیث کی عبارت پیش کی جاتی ہیں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ یہ حنفیوں کی اختراع ہے۔

(۱) صحیح مسلم میں ہے: عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِيْ» [3]

یعنی حضرت ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اقامت کہی جائے تو اُس وقت تک نہ کھڑے ہوا کرو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔

(۲) صحیح بخاری میں ہے: مَتَى يَقُومُ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الإِمَامَ عِنْدَ الإِقَامَةِ [4]

یعنی کب کھڑے ہوں لوگ جب دیکھیں امام کو اقامت کے وقت۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے،

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ''إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِيْ خَرَجْتُ'' [5]

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو اُس وقت تک کھڑے ہوا کرو جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

فائدہ: یہ ہیں مخالفین کے معتمد علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہ جنہوں نے مستقل باب باندھ کر تصریح فرمائی کہ مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ وغیرہ پر پہنچے ایک اور صحاح ستہ کی مستند کتاب ترمذی شریف کی تصریح ملاحظہ ہو۔

(۳) ترمذی شریف میں ہے، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي خَرَجْتُ». قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَنَسٍ وَحَدِيثُ أَنَسٍ غَيْرُ مَحْفُوظٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ أَبِي قَتَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَغَيْرِهِمْ أَنْ يَنْتَظِرَ النَّاسُ الإِمَامَ وَهُمْ قِيَامٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا كَانَ الإِمَامُ فِي الْمَسْجِدِ فَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَإِنَّمَا يَقُومُونَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ قَدْ قَامَتِ الصَّلاَةُ. وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ الْمُبَارَكِ. [6]

یعنی باب اس بیان میں کہ لوگوں کا کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنا مکروہ ہے افتتاح نماز کے وقت عبد اللہ ابن قتادہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اقامت کہی جائے تو نہ کھڑے نہ ہوا کرو جب مجھے گھر سے نکلتا ہوا نہ دیکھ لو۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ ابی قتادہ

---

3) (صحیح المسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب متی یقوم الناس للصلاۃ، حدیث ۶۰۴، جلد ۱ صفحہ ۴۲۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

4) (صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب متی یقوم الناس اذاروااذارآواالامام عند الاقامۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۲۸، دار ابن کثیر، الیمامۃ-بیروت)

5) (صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب متی یقوم الناس اذاروااذارآواالامام عند الاقامۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۲۸، حدیث ۶۰۴، دار ابن کثیر، الیمامۃ-بیروت)

6) (سنن الترمذی، کتاب أبواب السفر، باب کراھیۃ أن ینتظر الناس الامام الخ، حدیث ۵۹۲، جلد ۲، صفحہ ۴۸۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

کی حدیث حسن اور صحیح ہے اور مکروہ جانا ہے اہل علم صحابہ کرام نے (کھڑے ہو کر تکبیر سننے کو) اور دوسرے اہل علم نے امام کا انتظام کھڑے ہو کر کریں اور بعض اہل علم نے کہا کہ جب امام مسجد میں ہو اور اقامت کہی جائے تو وہ کھڑے ہوتے تھے جب موذن قَدْ قَامَتْ الصَّلَاۃ کہتا اور یہی ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے۔

شروح احادیث: احادیث مبارکہ کی تصریحات کے باوجود پھر بھی مخالفین بضد ہیں بلکہ وہ اپنی بغاوت کا ثبوت دیتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ یہ احادیث میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح تک مقتدی بیٹھے رہیں پھر بعد کو اُٹھیں یہاں تو حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تک مجھے نہ دیکھو تم نہ اُٹھو ہم ان لوگوں کے مستند و معتبر شارحین احادیث کی تصریحات پیش کرتے ہیں ضدی ہٹ دھرم یقینا نہیں مانیں گے البتہ حق کے متلاشی (تلاش کرنے والا) کو تسکین نصیب ضرور ہوگی۔

(۱) شرح نووی مسلم شریف میں ہے، وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاء مِنْ السَّلَف فَمَنْ بَعْدهمْ مَتَى يَقُوم النَّاس لِلصَّلَاةِ؟ وَمَتَى يُكَبِّر الْإِمَام؟ فَمَذْهَب الشَّافِعِيّ رَحِمَهُ اللَّه تَعَالَى وَطَائِفَة: أَنَّهُ يُسْتَحَبّ أَلَّا يَقُوم أَحَد حَتَّى يَفْرُغ الْمُؤَذِّن مِنْ الْإِقَامَة. وَنَقَلَ الْقَاضِي عِيَاض عَنْ مَالِك رَحِمهُ اللَّه تَعَالَى وَعَامَّة الْعُلَمَاء: أَنَّهُ يُسْتَحَبّ أَنْ يَقُومُوا إِذَا أَخَذَ الْمُؤَذِّن فِي الْإِقَامَة. وَكَانَ أَنَس رَحِمَهُ اللَّه تَعَالَى يَقُوم إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّن: قَدْ قَامَتْ الصَّلَاة، وَبِهِ قَالَ أَحْمَد رَحِمَهُ اللَّه تَعَالَى. وَقَالَ أَبُو حَنِيفَة رَضِيَ اللَّه عَنْهُ وَالْكُوفِيُّونَ: يَقُومُونَ فِي الصَّفّ إِذَا قَالَ: حَيّ عَلَى الصَّلَاة۔ [7]

یعنی علماء و سلف و خلف اور ان کے بعد والوں کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ لوگ نماز کے لئے کب کھڑے ہوں اور امام تکبیر تحریمہ کب کہے تو امام شافعی اور ایک گروہ کا مسلک یہ ہے کہ مستحب یہ ہے کہ کوئی بھی اُس وقت تک نہ کھڑا ہو جب تک موذن اقامت سے فارغ نہ ہو جائے اور قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے امام مالک علیہ الرحمۃ اور عام علماء سے نقل کیا ہے کہ وہ مستحب جانتے تھے کہ اس وقت کھڑے ہوں جب موذن اقامت شروع کرے۔ حضرت انس اُس وقت کھڑے ہوتے تھے جب موذن قَدْ قَامَتْ الصَّلَاۃ کہتا اور یہی امام علیہ الرحمۃ کا قول ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور علماء صف میں اُس وقت کھڑے ہوتے تھے جب موذن حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ کہتا۔

(۲) عینی شرح بخاری میں ہے، وقد اختلف السلف متى يقوم الناس إلى الصلاة فذهب مالك وجمهور العلماء إلى أنه ليس لقيامهم حد ولكن استحب عامتهم القيام إذا أخذ المؤذن في الإقامة وكان أنس رضي الله تعالى عنه يقوم إذا قال المؤذن قد قامت الصلاة وكبر الإمام وحكاه ابن أبي شيبة عن سويد بن غفلة وكذا قيس بن أبي حازم وحماد وعن سعيد بن المسيب وعمر بن عبد العزيز إذا قال المؤذن الله أكبر وجب القيام وإذا قال حي على الصلاة اعتدلت الصفوف وإذا قال لا إله إلا الله كبر الإمام وذهبت عامة العلماء إلى أنه لا يكبر حتى يفرغ المؤذن من الإقامة وفي (المصنف) كره هشام يعني ابن عروة أن يقوم حتى يقول المؤذن قد قامت الصلاة وعن يحيى بن وثاب إذا فرغ المؤذن كبر وكان إبراهيم يقول إذا

---

[7] (شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب متی یقوم الناس للصلاۃ، جلد ۵، صفحہ ۱۰۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

قامت الصلاة كبر ومذهب الشافعي وطائفة أنه يستحب أن لا يقوم حتى يفرغ المؤذن من الإقامة وهو قول أبي يوسف وعن مالک رحمه الله تعالى السنة في الشروع في الصلاة بعد الإقامة وبداية استواء الصف وقال أحمد إذا قال المؤذن قد قامت الصلاة يقوم وقال زفر إذا قال المؤذن قد قامت الصلاة مرة قاموا وإذا قال ثانيا افتتحوا وقال أبو حنيفة ومحمد يقومون في الصف إذا قال حي على الصلاة فإذا قال قد قامت الصلاة كبر الإمام لأنه أمين الشرع وقد أخبر بقيامها فيجب تصديقه وإذا لم يكن الإمام في المسجد فذهب الجمهور إلى أنهم لا يقومون حتى يروه ۔[8]

یعنی سلف نے اس بارے میں اختلاف کیا کہ لوگ نماز کے لئے کب کھڑے ہوں۔امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ قیام کا وقت (کوئی) نہیں ہے لیکن عام مالکیوں نے مستحب جانا ہے کہ جیسے ہی اقامت شروع ہو لوگ کھڑے ہو جائیں اور حضرت انس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے تھے جب موذن قَدْ قَامَتُ الصَّلَاۃ کہتا تھا اور اس بات کو ابن ابی شیبہ نے سوید بن غظہ سے روایت کیا اور قیس بن حازم اور حماد کا بھی ذکر کیا ان کا بھی یہی مذہب ہے اور سعید بن مسیب اور عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ جب موذن تکبیر کہے تو قیام واجب ہے اور جب حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ کہے تو صفیں درست کریں اور جب لا الہ الا اللہ کہے تو امام اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہے اور اکثر علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جب تک اقامت ختم نہ ہو امام اَللّٰہُ اَکْبَرْ نہ کہے اور مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ ہشام بن عروہ قَدْ قَامَتُ الصَّلَاۃ سے قبل قیام کو مکروہ جانتے تھے اور یحییٰ بن وثاب سے مروی ہے کہ امام اُس وقت اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہے جب اقامت ختم ہو چکی ہو اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ جب اقامت کہنے والا قَدْ قَامَتُ الصَّلَاۃ کہے تو امام اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہے اور امام شافعی اور علماء کے گروہ (ایک) کا مسلک یہ ہے کہ کھڑا ہونا اس وقت تک بہتر نہیں جب تک موذن اقامت ختم نہ کرے اور امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ اقامت کے بعد ہی شروع کی جائے اور صفیں بھی اسی وقت درست کریں امام احمد فرماتے ہیں کہ جب موذن قَدْ قَامَتُ الصَّلَاۃ کہے تو لوگ کھڑے ہوں اور امام زفر نے کہا ہے کہ پہلی بار قَدْ قَامَتُ الصَّلَاۃ پر سب لوگ کھڑے ہوں اور دوسری بار پر سب لوگ نماز شروع کر دیں۔امام ابو حنیفہ اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ کہیں تو سب لوگ کھڑے ہو جائیں۔

(۳) فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے، وَذهَبَ الْأَكْثَرُونَ إِلَى أَنَّهُمْ إِذَا كَانَ الْإِمَام مَعَهُمْ فِي الْمَسْجِد لَمْ يَقُومُوا حَتَّى تَفْرُغَ الْإِقَامَةُ. وَعَنْ أَنَس أَنَّهُ كَانَ يَقُوم إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّن ''قَدْ قَامَتْ الصَّلَاة'' رَوَاهُ اِبْن الْمُنْذِر وَغَيْره. وَكَذَا رَوَاهُ سَعِيد بْن مَنْصُور مِنْ طَرِيق أَبِي إِسْحَاق عَنْ أَصْحَاب عَبْد اللَّه. وَعَنْ سَعِيد بْن الْمُسَيِّب قَالَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّن اللَّه أَكْبَر وَجَبَ الْقِيَام. وَإِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاة عُدِّلَتْ الصُّفُوفُ. وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَبَّرَ الْإِمَام وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ يَقُومُونَ إِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح. فَإِذَا قَالَ قَدْ قَامَتْ الصَّلَاة كَبَّرَ الْإِمَام. وَأَمَّا إِذَا لَمْ يَكُنْ الْإِمَام فِي الْمَسْجِد فَذَهَبَ الْجُمْهُور إِلَى أَنَّهُمْ لَا يَقُومُونَ حَتَّى يَرَوْهُ. وَخَالَفَ مَنْ

[8] (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب متی یقوم الناس الخ، جلد ۵، صفحہ ۱۵۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ذَكَرْنَا عَلَى التَّفْصِيل الَّذِي شَرَحْنَا. وَحَدِيث الْبَاب حُجَّةٌ عَلَيْهِمْ وَفِيهِ جَوَاز الْإِقَامَة وَالْإِمَام فِي مَنْزِله إِذَا كَانَ يَسْمَعُهَا وَتَقَدَّمَ إِذْنُهُ فِي ذَلِكَ. قَالَ الْقُرْطُبِيّ: ظَاهِر الْحَدِيث أَنَّ الصَّلَاة كَانَتْ تُقَام قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ النَّبِيّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِهِ ۔[9]

یعنی کس وقت کھڑے ہوں لوگ جب کہ دیکھیں وہ امام کو اقامت کے وقت؟ اکثر علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ امام مسجد میں ہو تو جب تک اقامت ختم نہ ہو لوگ کھڑے نہ ہوں اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اُس وقت کھڑے ہوتے تھے جب موذن قَدْ قَامَتْ الصَّلَاة کہتا تھا اس حدیث کو ابن المنذر وغیرہ نے روایت کیا اور ایسے ہی سعید بن منصور نے بسند ابی اسحاق عبد اللہ بن مسعود کے شاگردوں سے روایت کیا ہے اور سعید بن مسیب نے کہا ہے کہ جب موذن اقامت شروع کرے تو کھڑے ہوں اور جب حَيَّ عَلَى الصَّلَاة کہے تو صفیں درست کریں اور جب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے تو امام اَللّٰہُ أَكْبَرْ کہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ اُس وقت کھڑے ہوں جب کہنے والا حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہے اور جب قَدْ قَامَتْ الصَّلَاة کہے تو امام تکبیر کہہ لے اور جب امام مسجد میں نہ ہو تو جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ لوگ کھڑے نہ ہوں یہاں تک کہ امام کو دیکھ نہ لیں اور امام اعظم نے ان لوگوں کی مخالفت کی ہے جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اور اس ساری تفصیل کی مخالفت کی ہے اور یہ حدیث ان سب لوگوں پر حجت ہے جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک کے خلاف ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اقامت بغیر امام کی موجودگی جائز ہے اگر چہ امام اپنے گھر میں ہو جبکہ وہ اقامت سن سکے اور اس نے پہلے سے اجازت دے دی کہ میری عدم موجودگی میں اقامت کہہ دی جائے میں گھر سے آ کے نماز پڑھاؤں گا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ظاہر یہی ہے کہ اقامت ہو جاتی تھی قبل اس کے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم گھر سے باہر تشریف لائیں۔

باب دوم

احادیث مبارکہ کو جس طرح ان شارحین نے سمجھا ہم ان کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے اُنہوں نے بھی حدیث مقدسہ کی شروح میں تصریح فرمائی کہ اقامت کے وقت حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ وَحَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے وقت نماز کے لئے کھڑا ہونا چاہیے۔ اختصار کے پیش نظر ان روایات اور ان کی چند شروح پر اکتفا کر کے اب فقہاء اور فتاویٰ جات سے چند حوالہ جات سپرد قلم کرتا ہوں۔

(۱) نورالایضاح میں ہے، وَالْقِيَامُ حِيْنَ قِيْلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ۔[10]

یعنی اور کھڑا ہونا اُس وقت ہے جب حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہا جائے۔

(۲) حاشیہ نور الایضاح میں ہے، ومن الادب قیام القوم والامام ان کان حاضرا بقرب المحراب وقت قول المقیم: ''حی علی الفلاح''. لان المقیم فی ضمن قوله هذا أمر بالقیام فیجاب.[11] (حاشیہ نور الایضاح از مولوی اعزاز علی دیوبندی، صفحہ ۷۰)

---

9) (فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر، قولہ باب لا یقوم الی الصلوۃ مستعجلا ولیقم الیہا بالسکینۃ والوقار، جلد ۲، صفحہ ۱۲۰، دار المعرفۃ، بیروت)

10) (نور الایضاح ونجاۃ الارواح، کتاب الصلاۃ، فصل (فی آداب الصلاۃ)، جلد ۱، صفحہ ۵۹، المکتبۃ العصریۃ)

11) (الاصباح علی نور الایضاح از مولوی اعزاز علی دیوبندی، صفحہ ۲۱۶، مکتبہ کنز العلم، محمود نگر، گجرات، انڈیا)

یعنی اور ادب یہ ہے کہ کھڑی ہوئی قوم اور امام بھی اگر محراب کے پاس موجود ہو جب کہ اقامت کہنے والا حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے اس لئے کہ مقیم نے اپنے اس قول میں قیام کا حکم دیا ہے لہٰذا اس کا جواب کھڑے ہو کر دے۔

فائدہ: یاد رہے کہ یہ حاشیہ مولوی اعزاز علی دیوبندی نے لکھا ہے۔

(۳) مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے، ای قیام القوم والامام ان کان یقرب المحراب حین قیل ای وقت قول المقیم حی علی الفلاح لانه امر به فیجاب۔[12]

یعنی کھڑا ہونا امام اور قوم کا اگر ہوں محراب کے وقت جب کہا جائے یعنی مقیم کے قول حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت اس لئے کہ بے شک اس نے اس کا حکم دیا تو جواب اس کا دیا جائے کھڑے ہو کر۔

(۴) کنز الدقائق میں ہے، وَالْقِيَامُ حِيْنَ قِيْلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ۔[13]

یعنی اور قیام کرنا اُس وقت جب حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہا۔

(۵) حاشیہ کنز الدقائق جو مولوی احسن نانوتوی دیوبندی نے لکھا ہے، مسارعة الامتثال الامر . هذا اذا كان الامام بقرب المحراب[14]

(حاشیہ کنز الدقائق از مولوی احسن نانوتوی دیوبندی، صفحہ ۲۲)

یعنی اس میں بکر کے امر کی تعمیل ہے اور یہ جب ہے کہ امام محراب کے قریب ہو۔

(۶) در مختار مع رد المحتار میں ہے، دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ قَعَدَ إلَى قِيَامِ الْإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ. وَيُكْرَهُ لَهُ الِانْتِظَارُ قَاءِمًا . وَلَكِنْ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ إذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ۔[15]

یعنی (کوئی شخص) مسجد میں داخل ہوا اور موذن اقامت کہہ رہا ہو تو بیٹھ جائے جب تک امام مصلی پر نہ کھڑا ہو اور مکروہ ہے اس کے لئے انتظار کرنا کھڑا ہو کر لیکن بیٹھ جائے پھر اس وقت کھڑا ہو جب موذن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے۔

(۷) در مختار میں ہے، (والقیام) لامام ومؤتم (حین قیل حی علی الفلاح) خلافاً لزفر . فعنده عند حی علی الصلوة۔[16]

یعنی اور امام اور مقتدی کو اُس وقت کھڑا ہونا چاہیے جب حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے امام زفر کے نزدیک حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ پر کھڑا ہونا چاہیے۔

(۸) حاشیہ در مختار یعنی رد المحتار میں ہے، (قَوْلُهُ حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ) كَذَا فِي الْكَنْزِ وَنُورِ الْإِيضَاحِ وَالْإِصْلَاحِ وَالظَّهِيرِيَّةِ وَالْبَدَاءِعِ وَغَيْرِهَا. وَالَّذِي فِي الدُّرَرِ مَتْنًا وَشَرْحًا عِنْدَ الْحَيْعَلَةِ الْأُولَى . يَعْنِي حِينَ يُقَالُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ وَعَزَاهُ الشَّيْخُ إسْمَاعِيلُ فِيشَرْحِهِ إلَى عُيُونِ الْمَذَاهِبِ وَالْفَيْضِ وَالْوِقَايَةِ وَالنُّقَايَةِ وَالْحَاوِي وَالْمُخْتَارِ .[17]

---

[12] (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ وأرکانھا، فصل من آدابھا، جلد ۱، صفحہ ۴-۱۰۳، المکتبۃ العصریۃ)

[13] (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، آداب الصلاۃ، جلد ۱، صفحہ ۱۰۸، المطبعۃ الکبری الأمیریۃ، بولاق، قاھرۃ)

[14] (حاشیہ کنز الدقائق از مولوی احسن نانوتوی دیوبندی، کتاب الصلاۃ، آداب الصلاۃ، جلد ۱، صفحہ ۸۰، مکتبۃ البشری، کراتشی، پاکستان)

[15] (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، فائدۃ التسلیم بعد الأذان، جلد ۱، صفحہ ۴۰۰، دار الفکر، بیروت)

[16] (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، فائدۃ التسلیم بعد الأذان، جلد ۱، صفحہ ۴۷۹، دار الفکر، بیروت)

یعنی حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر کھڑے ہوں ایساہی کنز، نور الایضاح اور اصلاح اور ظہیر یہ اور بدائع اور دوسری کتابوں میں ہے اور درر میں متن اور شرح حیعلہ کے وقت قیام کو لکھا ہے یعنی حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے وقت قیام چاہیے اور اسے اُنہوں نے شیخ اسماعیل کی طرف اپنی شرح میں منسوب کیا ہے۔ متن اور شرح دونوں میں عیون المذاہب، فیض، وقایہ، نقایہ، حاوی اور درمختار کی طرف منسوب کیا ہے ان فقہی عبارات کا ما حصل یہ ہے کہ فقیہ حنفی کی مختلف کتب میں یہ مسئلہ واضح ہے کہ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر کھڑے ہونے کا حکم اور بعض کتب میں حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ پر کھڑے ہونے کا۔

علاوہ مذکورہ بالا کتب کے فقہ کی مندرجہ ذیل کتب میں بھی تصریح موجود ہے۔

(۹)شرح وقایہ مع حاشیہ عبدالحیٔ (۱۰)عالمگیری (۱۱)طحطاوی

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

مخالفین جب ہمارے دلائل کا کوئی جواب نہیں دے سکتے تو عوام کو متاثر کرنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ صفوں کو درست رکھنا ضروری ہے اور سنت نبوی ہے اسے چھوڑ کر ہم ایک غیر ضروری مسئلہ پر عمل کیوں کریں؟ یہ ان کی ایک چال ہے یہ ایسے ہے جیسے کہہ دیتے ہیں کہ اذان واقامت میں حضور سرورِ عالم ﷺ کا اسم گرامی سن کر انگھوٹھے چومنا (اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ "دفع الوسواس" پڑھنا چاہیے۔اُویسی غفرلہ) نہیں بلکہ درود شریف پڑھنا چاہیے کیونکہ انگوٹھے چومنے سے درود شریف متروک ہوتا ہے ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ کیابیک وقت دونوں پر عمل محال ہے یا ممکن ہے اگر ممکن ہے تو پھر انکار کیوں سچ ہے۔ ذیل میں ہم ان حیلہ گر دان کی عذرداری لکھ کر ان کے جوابات لکھتے ہیں۔

حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ اقامت سے پہلے صفیں ٹھیک کر لینی چاہیے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے،

عن ابی ہریرۃ ان الصلوٰۃ کانت تقام لرسول اللہ ﷺ و سلم فیاخذ الناس مصافھم قبل ان یقوم رسول اللہ ﷺ مقامہ۔ [18]

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نماز قائم کی جاتی تھی رسول اللہ ﷺ کے لئے پس لوگ صفوں میں جگہ لے لیتے تھے قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ کھڑے ہوتے۔

جواب ۱: مخالفین کی عادت ہے کہ صرف اور صرف حق کو نیچا دکھانے کے لئے وہ احادیث یا آیات دکھائیں گے جن کے محمل لیں گے جو معمول بہ نہ ہوگا چنانچہ حدیث شریف کی شرح میں امام نووی لکھتے ہیں، لقد کان مرۃ او مرتین او نحو ھما لبیان الجواز ولعل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا تقوموا حتی ترونی کان بعد ذالک قال العلماء والنھی عن القیام قبل ان یروہ لئلا یطول علیھم القیام لانہ قد یعرض

[17] (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، فائدۃ التسلیم بعد الأذان، جلد ۱، صفحہ ۴۷۹، دار الفکر، بیروت)

[18] (صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب متی یقوم الناس للصلاۃ، حدیث ۶۰۵، جلد ۱، صفحہ ۴۲۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

له عارض فيتا خر لببه۔ (19)

یعنی یہ بات کہ لوگ پہلے کھڑے ہو جاتے تھے شاید ایک بار دوبار ہوا اور یہ بیان جواز کے لئے ہے (یعنی) اگر کھڑے ہوں تو جائز ہے کراہت کے ساتھ یا بلا کراہت اور اُمید ہے کہ حضور کا یہ فرمانا کہ جب تک مجھے نہ دیکھو کھڑے نہ ہو اس کھڑے ہونے کے بعد بھی اور حضور نے کھڑے ہونے سے اس لئے منع فرمایا کہ دیر تک نہ کھڑے رہیں اور اس لئے کہ کبھی کسی عارض کی وجہ سے دیر بھی ہو سکتی ہے۔

جواب ۲: اس حدیث کی دوسری روایت بخاری شریف میں ہے کہ: وَقَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلاَةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ ۔ (20)

یعنی اور اقامت کہی گئی اور صفیں درست کی گئیں۔

نیز بخاری شریف میں ہے، أُقِيْمَتِ الصَّلاَةُ فَسَوّى النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ ۔ (21)

یعنی اقامت نماز کہی گئی جب لوگوں نے صفوں کو درست کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صفوں کی درستگی اقامت سے پہلے شروع کی گئی اور صفیں بعد کو درست کی گئیں۔ بہر حال یہ حدیث اس پر دلیل نہیں کہ اقامت سے پہلے کھڑا ہونا سنت اور مستحب وہی ہے کہ لوگ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تصریح ہو۔

سوال: مخالفین مندرجہ ذیل روایت بھی پیش کرتے ہیں لیکن غلط ترجمہ کرکے دھوکہ دیتے ہیں ہم حدیث ان کی طرف سے ترجمہ اپنی طرف سے لکھتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے، النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُسَوِّى صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا لِلصَّلاَةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ. (22)

یعنی نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں درست کرتے تھے جب کہ ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو جب ہم سیدھے ہو جاتے آپ اللہ اکبر کہتے تھے۔

جواب: جس طرح ہم نے ترجمہ کیا ہے اس لحاظ سے توحید شریف ہماری موئد ہے ہاں اُنہوں نے ترجمہ یوں کیا جب صفیں درست ہو تیں تو تکبیر کہی جاتی۔ تعجب ہے کہ محض اپنے غلط مذہب کو ثابت کرنے کے لئے ان لوگوں نے ترجمہ میں تغیر و تبدل و تصحیف کر دی جو اہل علم کے نزدیک کبھی جائز نہیں ہو سکتا۔

فیصلہ از امام اعظم رضی اللہ عنہ: ہمارے ساتھ مخالفت رکھنے والوں کا فیصلہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے جن کے ہم مقلد ہیں اور وہ بھی ان کی ذات مستودہ صفات کی تقلید کا دم بھرتے ہیں ہم اپنا فیصلہ مستند کتاب حدیث و فقہ موطا امام محمد علیہ الرحمۃ میں نقل کرتے ہیں،

---

19) (شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب متی یقوم الناس للصلاۃ، جلد ۵، صفحہ ۱۰۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

20) (صحیح البخاری، کتاب الآذان، باب هل یخرج من المسجد لعلة، حدیث ۶۱۳، جلد ۱، صفحہ ۲۲۹، دار ابن کثیر الیمامۃ-بیروت)

21) (صحیح البخاری، کتاب الآذان، باب اذا قال الامام مکانکم الخ، حدیث ۶۱۴، جلد ۱، صفحہ ۲۲۹، دار ابن کثیر الیمامۃ-بیروت)

22) (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصف، حدیث ۱۰۹۷، جلد ۱، صفحہ ۳۴۲، المکتب الاسلامی، بیروت)

قال محمد ینبغی للقوم اذا قال الموذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوٰۃ فیصفوا ویسووا الصفوف ویحاذوا بین المناکب فاذا اقام الموذن الصلوٰۃ کبر الامام و ھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللّٰہ۔ [23]

یعنی لوگوں کو چاہیے کہ جب موذن حی الفلاح کہے تو نماز کے لئے کھڑے ہوں اور صف بندی کریں اور صفیں برابر کریں اور کندھوں سے کندھا ملالیں پس جب موذن تکبیر ختم کرے تو امام تکبیر کہے یہی قول امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

فائدہ: احادیث مبارکہ اور شرح اور معتبر و مستند کتب فقیہ سے جملہ فقہاء کرام خصوصاً سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک واضح ہو گیا کہ اقامت میں جب موذن حَیَّ عَلَی الصَّلاَۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ پر پہنچے اُس وقت امام و مقتدی کھڑے ہوں ابتدا اقامت کے وقت نہ کھڑا ہو کہ یہ خلاف سنت ہے اور مکروہ فعل ہے جو لوگ اپنے آپ کو حنفی کہلاتے ہیں اور حنفی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ فقہ حنفی پر عمل بھی کریں کیونکہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کا یہی مسلک ہے کہ اقامت میں حَیَّ عَلَی الصَّلاَۃِ وَحَیَّ عَلَی الْفَلاَحِ پر کھڑے ہوں۔اس فیصلہ کے بعد اگر کوئی نہیں مانتا تو وہ جانے اور اس کا خدا۔ ہمارا کام ہے دلائل سے سمجھانا سو وہ ہم نے دلائل قاہرہ و براہین باہرہ سے سمجھا دیا ہے ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وماعلینا الا البلاغ

خاتمہ

سوال: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صف بندی کے لئے بہت بڑا اہتمام فرماتے یہاں تک کہ اس کام پر کچھ لوگ مقرر تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو تو صفیں درست کریں جب صفیں سیدھی ہو جاتی تھیں تو حضرت عمر تشریف لاتے تھے اور امامت کرتے تھے۔ [24]

علاوہ ازیں بیٹھ کر اقامت سننا مستحب ہے اور صفیں سیدھی رکھنا سنت ہے بیٹھ کر سننے سے سنت کا ترک لازم آتا ہے قاعدہ ہے جس مستحب سے سنت ترک لازم آئے اس مستحب کو چھوڑنا ضروری ہے کیونکہ اعلیٰ کی ادنیٰ پر تقدیم لازم ہے۔

جواب ۱: اگر معترض کو شتر مرغ کہا جائے تو بجا ہے کیونکہ جب وہ حدیث و فقہ حنفی وغیرہ کا ماننے والا ہے پھر اسے ہیرا پھیری کرنا مناسب نہیں جب ہم نے احادیث صحیح و فقہ کی مستند کتب سے ان کا استحباب ثابت کیا ہے پھر اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل مبارک سے دلیل کیوں سوجھی اس طرح تو ہزاروں مسائل بازیچہ اطفال (بچوں کا کھیل) بن کر رہ جائیں گے کیونکہ اکثر مسائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک دوسرے کے خلاف ملیں گے جنہیں صحابہ کے اجتہادات و اقوال مختلفہ کا علم ہے وہ اس سے انکار نہ کریگا اس طرح سے جس کا جو جی میں آئے گا عمل کریگا۔

جیسے حال ہی میں ایک مجتہد صاحب نے عقیقہ کو مکروہ تحریمہ کا اعلان فرمایا ہے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ اسے مکروہ سمجھتے تھے اور پھر فقہ کی عبارات بھی پیش کر دی ہیں تو کیا اہل اسلام کا دل مانتا ہے کہ واقعی عقیقہ مکروہ تحریمہ ہے تو ایسے ہی اعتراض مذکور کا حال سنیئے۔

جواب ۲: سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل بسر و چشم مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ صف بندی کے بعد اقامت کو بیٹھ کر سننے کو روکتے تھے صف بندی واقعی سنت ہے اس کے ہم صرف قائل ہی نہیں بلکہ سختی سے عامل بھی ہیں جیسا کہ فقیر کے جمعہ کی نماز میں ہزاروں نمازیوں کو آکر دیکھئے کہ اقامت کو بیٹھ کر

---

[23] (موطا الامام مالک [موطا مالک -روایۃ محمد بن حسن]، ابواب الصلاۃ، باب تسویۃ الصف، حدیث ۸۹، جلد ۱، صفحہ ۱۷۲، دار القلم، دمشق)

[24] (الفاروق، جلد ۱، صفحہ ۱۸۱)

سنتے ہیں لیکن جب حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ وَحَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ کی آواز کانوں میں پڑتی ہے فوراً صفیں سیدھی کرلیتے ہیں۔ یہاں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا معمول بھی ایسے ہوگا کہ صف بندی کے ساتھ ساتھ اقامت بیٹھ کر سنتے ہوں جیسا کہ خود سوال سے ظاہر ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین اُس وقت تشریف لاتے جب صفیں سیدھی ہوچکی ہوتیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ اُس وقت تشریف لاتے جب اقامت قریب الاختتام ہوتی اور اس سے قبل کو کھڑے ہونے ہونے رسول اللہ ﷺ نے صراحۃً منع فرمایا:

لَاتَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ الخ۔ [25]

اسی سے تمام شارحین احادیث نے استدلال فرمایا ہے کہ کھڑے کھڑے اقامت سننا مکروہ ہے یہی جملہ فقہاء کا اتفاق ہے کسی امام کا اختلاف منقول نہیں یہ چودھویں پندرھویں صدی کے اہل بدعت کی بدعت کا کرشمہ ہے کہ سنت سے انحراف کرکے بدعت ایجاد کی اس لئے فقہاء کرام نے خوارج اور اس کی تمام شاخوں کو متبدع لکھا اور منکرین مسئلہ ہذا بھی خوارج کی شاخ ہے۔(تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "ابلیس تا دیوبند")

جواب۳: اُصول فقہ وحدیث کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو احادیث مختلفہ واقوال صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کے مابین تطبیق(باہم مطابق) کی سعی کی جائے ورنہ اعلیٰ کے بالمقابل ادنیٰ کو چھوڑ دیا۔ بحمدہٖ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل ہمارے مخالف نہیں بلکہ موافق ہے ہاں معترضین(اعتراض کرنے والے) کی سمجھ کی کمی ہے اور وہ بھی مجبور ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سفہیاء الاحلام کا لقب بخشا ہے یعنی پرلے درجے کے غبی اور الحمدللہ ہم دونوں عملوں کے عامل ہیں اور دونوں کے درمیان تناقض و تعارض(مخالف) سمجھتے ہی نہیں۔ یہ ہمارے اسلاف صالحین کا صدقہ ہے کہ ہمیں دین کی فہمی نصیب ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی عین مراد ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ [26] (بخاری ومسلم)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کے لئے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی فہمی عطا فرماتا ہے۔

تطبیق: ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ودیگروہ روایات جو صف بندی کی تاکید پر مشتمل ہیں ان کے لئے مقتدیوں کو سمجھا دیا جائے کہ جب تک مکبر حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ وَحَيَّ عَلَى الْفَلاَحِ تک نہ پہنچے بیٹھے رہنا جب یہ کلمات سنیں تو فوراً اُٹھ کر صفیں سیدھی کرلیں جیسا کہ فقیر اُویسی غفرلہ' کا معمول ہے اس طرح سے الحمدللہ ہر دونوں(سنت ومستحب) پر عمل کرنے کی ہمیں دولت نصیب ہوئی۔

فائدہ: الحمدللہ ہمیں تطبیق احادیث واقوال مختلفہ کے ضابطہ کی برکت سے اکثر احادیث مبارکہ وسنن مقدسہ پر عمل کرنا نصیب ہے اسی لئے ہم اہل سنت اپنے اسلاف صالحین کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور یہی صراط مستقیم ہے اللہ تعالیٰ سب کو اس پر استحکام واستقامت بخشے(آمین) اور مخالفین نے چونکہ اسلاف صالحین سے ہٹ کر نئی راہ اختیار کرلی ہے اسی لئے وہی بدعتی ہیں۔

فائدہ: اگر یہ تطبیق نہ ہوتی تو پھر ہم مجبور ہوتے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو ترک کردیتے کیونکہ ان کے بالمقابل حدیث صحیح موجود ہے۔

اعجوبہ: ہم اہل سنت کو یہ قاعدہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ سے ملا ہے اور یہ کہ جب احادیث صحیحہ میں وارد ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت سر کے محاذی ہاتھ اُٹھایا جائے دوسری حدیث میں ہے کہ کانوں تک تیسری میں ہے کہ کاندھوں تک ہم احناف تکبیر تحریمہ کے وقت ایسے انداز سے ہاتھ اُٹھاتے ہیں کہ ہر

---

[25] (مسند أحمد، حدیث أبی قتادۃ الانصاری، حدیث ۲۳۰۱۸، جلد ۵، صفحہ ۳۱۰، عالم الکتب، بیروت)

[26] (صحیح البخاری، کتاب الخمس، باب قول اللہ تعالیٰ }فأن للہ خمسہ وللرسول{، حدیث ۲۹۴۸، جلد ۳، صفحہ ۱۱۳۴، دار ابن کثیر الیمامۃ، بیروت)

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم }لا تزال طائفۃ من أمتی الخ{، حدیث ۱۰۳۷، جلد ۳، صفحہ ۱۵۲۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تینوں احادیث پر عمل ہو جاتا ہے بخلاف غیر مقلدین کے وہ صرف کاندھوں تک ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو صرف ایک حدیث پر عمل کرتے ہیں تو حدیث کے عمل سے محروم ہیں۔

ہیرا پھیری: مخالفین ہیرا پھیری کے استاد ہیں اس لئے کہ ان کا انکار تو ہوتا ہے اسلامی مسائل سے لیکن اس کی مخالفت سے ایسا رنگ وروپ دھاریں گے جس سے بظاہر محسوس ہو گا کہ یہ اسلام کے شیدائی ہیں مثلاً اذان و اقامت میں حضور ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے پر عوام کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کا نام مبارک سن کر درود پڑھنا ضروری ہے فلہذا انگوٹھے نہ چومنے چاہیے ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ انگوٹھے چومنے سے درود پڑھنے میں رکاوٹ ہو جاتی ہے جب کہ ہم انگوٹھے بھی چومتے ہیں اور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور قَرَّتْ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ [27] بھی پڑھتے ہیں بلکہ وہ اسی اثناء میں انگوٹھے چوم کر درود ابراہیم بھی پڑھ لیں تو بھی وقت میں گنجائش ہے کیونکہ ؛"موذن پر لازم ہے کہ وہ اذان کے کلمات ادا کرنے میں جلدی نہ کرے اور ایک کلمہ کہہ کر دوسرے کلمے کے کہنے کے درمیان توقف کرے۔" (شامی، عالمگیری، بحر الرائق) [28]

اسی لئے ہم اہلِ سنت اس وقت بھی سنت و مستحب دونوں پر عمل کرتے ہیں یعنی :

(۱) سنت اذان کے الفاظ "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ" (۲) سنت درود شریف (۳) مستحب انگوٹھے چومنا

لیکن مخالفین اولاً تو ہر تینوں سے محروم ہیں کوئی ایک آدھا درود پڑھ لیتا ہو تو وہ بھی بدعتی بن کر کیونکہ ان کے نزدیک درود ابراہیم کے علاوہ باقی درود کے صیغے بدعت ہیں ہاں ان کا انگوٹھے چومنے والی احادیث کو ضعیف کہنا بھی ایک بہانہ ہے۔اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "انگوٹھے چومنا" میں ہے۔

یہ تفصیل فقیر نے ایک عزیز کے سوال پر لکھ دی ہے تا کہ مخالفین عوام کو دھوکہ دے کر مسئلہ شرعیہ پر عمل کرنے سے محروم نہ بنادیں۔

واللّٰہ اعلم بالصواب

ہذا آخر ما رقمہ القلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** غفرلہٗ

بہاولپور پاکستان یکم ربیع الاول شریف ۱۴۰۲ھ۔

---

[27] (تفسیر روح البیان، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶، جلد ۷، صفحہ ۲۲۸، دار الفکر، بیروت)
(رد المحتار، کتاب الصلوۃ والسلام، باب الاذن، جلد ۱، صفحہ ۲۶۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت)
(حاشیۃ الطحاوی علی المراقی، کتاب الصلاۃ، باب الأذان، جلد ۱، صفحہ ۲۰۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

[28] أَيْ يَتَمَهَّلُ فِي الْأَذَانِ وَيُسْرِعُ فِي الْإِقَامَةِ وَحَدُّهُ أَنْ يَفْصِلَ بَيْنَ كَلِمَتَيْ الْأَذَانِ بِسَكْتَةٍ بِخِلَافِ الْإِقَامَةِ لِلتَّوَارُثِ وَلِحَدِيثِ التِّرْمِذِيِّ
(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، جلد ۱، صفحہ ۲۷۱، دار الکتاب الاسلامی)
وَكَذَلِكَ يَقِفُ بَيْنَ كُلِّ كَلِمَتَيْنِ إلَى آخِرِ الْأَذَانِ وَالْحَدَرُ وَالْوَصْلُ وَالسُّرْعَةُ
(الفتاوی الھندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصلاۃ وفیہ اثنان وعشرون بابا، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتھما، جلد ۱، صفحہ ۵۶، دار الفکر، بیروت)
وَقِيلَ لَا بَأْسَ بِهِ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ (وَيَتَرَسَّلُ فِيهِ) بِسَكْتَةٍ بَيْنَ كُلِّ كَلِمَتَيْنِ
(در مختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، فائدۃ التسلیم بعد الاذان، جلد ۱، صفحہ ۳۸۷، دار الفکر، بیروت)